انجام......

عرفان صدیقی

نائن الیون کے فوراً بعد جارج ڈبلیو بش نامی شہنشاہِ عالم پناہ کی رعونت بھری پھنکار سنائی دی تھی:

"ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگون کو نشانہ بنانے والوں کو نشانِ عبرت بنا دیا جائے گا۔ اس دہشت گردی کا ارتکاب کرنے والوں کو "انصاف" کے کٹہرے میں لایا جائے گا اور اگر ایسا ممکن نہ ہوا تو "انصاف" کو ان تک پہنچا دیا جائے گا۔"

اس اعلان کے صرف ستائیس دن بعد امریکی انصاف کا قہرناک لشکر افغانستان کی لٹی پٹی بستیوں کی ادھڑی ہوئی منڈیروں تک پہنچ گیا، اس شب تقریباً چالیس لڑاکا بمبار طیاروں نے بہ یک وقت کابل، جلال آباد، قندھار اور مزار شریف پر حملہ کیا، جن پر حملہ ہوا، ان کے پاس نہ فضائی معرکہ لڑنے والے لڑاکا طیارے تھے، نہ انہیں نشانہ بنانے والی توپیں، نہ طیارہ شکن میزائل، نہ آتش و آہن کی اس برسات کا مقابلہ کرنے کا کوئی سامان، دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت، دنیا کی سب سے نہتی قوم پر ٹوٹ پڑی تھی، وہ قوم جو گزشتہ دو دہائیوں سے ایک طویل جنگ کی تباہ کاریوں سے نڈھال تھی۔

اگلے روز بش نے شاداں و فرحاں امریکی قوم سے عہد کیا:...... "طالبان کو حکم عدولی کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔"

اس کی ہمنوائی میں اخلاقیات کی ساری حدیں پھلانگ جانے والی ٹونی بلیئر نے اعلان کیا:...... "ہمارا الٹی میٹم نہ ماننے والے طالبان اب نتائج کا سامنا کریں۔"

تب اسلام آباد کے ایک گھر میں، جسے افغانستان کا سفارت خانہ کہا جاتا تھا، بیٹھے ملا عبدالسلام ضعیف نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا:...... "امریکا کے اتحادی، دراصل مٹھی بھر غلام ہیں، جو کبھی کامیاب نہیں ہوں گے اور امریکا کو ان حملوں کی ایسی قیمت ادا کرنا پڑے گی، جس کا وہ اس وقت تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

امریکا کو واقعی اس قیمت کا کچھ اندازہ و گمان نہ تھا، جو وہ گزشتہ گیارہ برس میں ادا کر چکا ہے اور جنگ کے باضابطہ خاتمے کے بعد بھی سالہا سال تک ادا کرتا رہے گا۔ ۲۰۱۱ء میں امریکی براؤن یونیورسٹی کے واٹسن انسٹی ٹیوٹ فار انٹرنیشنل

اسٹڈیز نے آئزن ہاور ریسرچ پروجیکٹ کے تحت ''کاسٹ آف وار'' (Cost of War) نامی ایک خصوصی گروپ تشکیل دیا، اس گروپ میں نامی گرامی معیشت دان، ماہرین آئین وقانون، سیاستدان اور معاشرے کے نمائندہ افراد شامل تھے، اس گروپ نے زبردست محنت وریاضت کے بعد اپنی مرتب کردہ رپورٹ میں بتایا کہ تمام اخراجات کو یکجا کیا جائے تو افغانستان اور عراق پر امریکی یلغار کا مجموعی خرچہ 32 کھرب ڈالر سے 40 کھرب ڈالر تک ہے، جنگ کے سمٹاؤ کا عمل شروع ہوجانے کے باوجود اگلے آٹھ برس کے دوران پینٹاگون کو کم از کم 450 ارب ڈالر مزید خرچ کرنا پڑیں گے۔

عراق، افغانستان اور بالواسطہ پاکستان پر مسلط کی جانے والی اس حیا باختہ جنگ کے لئے امریکا کو کھربوں ڈالر کا قرضہ لینا پڑا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ساری کی ساری جنگ اُدھار کے پیسوں پر لڑی گئی۔ امریکی قرضوں کا حجم 160 کھرب ڈالر تک پہنچ چکا ہے، جنگ شروع ہونے کے بعد قرضے بے قابو ہوگئے۔ 2003ء سے سالانہ پانچ سو ارب ڈالر قرضوں کا اضافہ شروع ہوا۔ 2008ء میں یہ دس کھرب ڈالر سالانہ تک جا پہنچا۔ 2010ء میں امریکا نے سترہ کھرب ڈالر اُدھار لیا، امریکی معیشت کے کھوکھلے پن کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب اسے ہر سال اپنی مجموعی قومی پیداوار کے مساوی رقم قرض لینا پڑتی ہے۔ 2001ء میں نائن الیون سے پہلے مجموعی قومی پیداوار اور قرضوں کا تناسب 56 فیصد تھا، جواب بڑھ کر سو فیصد ہوچکا ہے، امریکیوں کو ہر سال پانچ سو ارب ڈالر سے زیادہ رقم سود کی مد میں ادا کرنا ہوتی ہے۔ ایک تازہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ افغانستان میں امریکا کے براہِ راست جنگی اخراجات ایک سو ارب ڈالر سالانہ سے زائد ہیں، یعنی 9 ارب ڈالر ماہانہ۔

باراک اوباما نے شہنشاہِ عالم پناہ کا منصب سنبھالا تو اس کے عزائم کچھ اور تھے۔ فروری 2008ء میں اوباما نے امریکیوں کے ایک پُر جوش ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:...... ''خوف کے زیر اثر پالیسیاں بنانا کوئی اچھا دستور العمل نہیں، میں زخموں سے چور امریکیوں کو وطن واپس آتے دیکھتے دیکھتے تھک گیا ہوں، وہ جو نفسیاتی طور پر بھی زخم خوردہ ہیں اور جسمانی طور پر بھی، سب پر واضح ہوجانا چاہئے کہ ہم اربوں ڈالر پھونک کر بھی دنیا کو پہلے سے زیادہ غیر محفوظ بنا رہے ہیں۔''

یہی اوباما جب قصر سفید نامی آسیب گھر میں داخل ہوا تو اس کی کایا کلپ ہوگئی، اسے یقین دلایا گیا کہ طالبان کو فیصلہ کن شکست دے کر افغانستان کو ایک مضبوط امریکی اڈا بنایا جاسکتا ہے، وہ انہی اندھی راہوں پر چل نکلا جو آدم خور امریکی حکام نے تراشی تھیں، فیصلہ کن یلغار کیلئے اس نے 36 ہزار تازہ دم امریکی فوجی افغانستان بھیجے، ان کیلئے 33 ارب ڈالر کا اضافی بجٹ منظور کیا، امریکی فوج کے سربراہ نے کہا:...... ''ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس یلغار میں کتنے طالبان ہلاک ہوتے ہیں۔''

ایک لاکھ امریکی افواج کے ساتھ، پینتالیس اتحادیوں کے لشکر بھی افغانستان میں خیمہ زن ہیں، لیکن خبر ہے کہ امریکا ہار چکا ہے، پسپائی کا محفوظ راستہ مانگنے اور اپنے پٹھوؤں کی جانوں کی ضمانت لینے کے لئے وہ ان طالبان کی منت سماجت کر رہا ہے، جن کا لہو پینے کے لئے اس نے کھربوں ڈالر جھونک دیئے اور جن کو نابود کرنے کی مہم میں اسے گیارھواں برس

جارہا ہے۔ نیٹو کی ایک خفیہ رپورٹ کے بعض اجزاء منظر عام پر آئے ہیں، بتایا گیا ہے کہ قید کئے گئے طالبان، القاعدہ، عرب ممالک سے آئے مجاہدین اور گرفتار شدہ عام شہریوں کے انٹرویوز سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ انتہائی پر اعتماد ہیں، انہیں یقین ہے کہ امریکا رخصت ہو رہا ہے اور آنے والا دور طالبان کا ہوگا۔ رپورٹ کے مطابق کرزئی حکومت کے کل پرزے بھی طالبان سے رابطے کر رہے ہیں اور امریکیوں کے انخلا کے ساتھ ہی وہ بھی طالبان سے جا ملیں گے، عام شہری طالبان کی حکومت کو موجودہ بدعنوان، نااہل اور عوام دشمن نظام پر ترجیح دے رہے ہیں، چار ہزار قیدیوں سے کئے گئے 27000 انٹرویوز پر مشتمل نیٹو رپورٹ نے امریکیوں کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ خود فریبی کے جال سے نکلیں اور اس حقیقت کا سامنا کریں، جسے وہ گیارہ برس سے نظر انداز کر رہے تھے اور جو صدیوں سے افغانستان کے کوہساروں پہ کندہ ہے۔

اس سال کا بجٹ پیش کرنے سے قبل، پاکستان نے اکنامک سروے آف پاکستان کے ذریعے باضابطہ طور پر قوم کو آگاہ کیا تھا کہ اس بے چہرہ جنگ میں پاکستان 68 ارب ڈالر پھونک چکا ہے، ڈالر کے موجودہ ریٹ کے مطابق یہ رقم 6100 ارب روپے سے زائد ہے، یاد رکھئے کہ ہم صرف اس لئے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو 300 ارب روپے ادا نہیں کر سکتے، طالبان اور افغان عوام کے خلاف امریکا دست و بازو بن جانے کے اقدام کو ڈالروں اور روپوں کے پیمانے سے نہیں ماپتا، یہ ایسی زیاں کاری ہے، جس نے ہماری تہذیبی، اخلاقی، مذہبی، تاریخی اور انسانی اقدار و روایات کی بنیادیں تک ہلا دی ہیں، ہمیں وہ کچھ بنا دیا گیا ہے جس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے۔

گزر جانے والی شب، میں دیر تک سوچتا رہا کہ کھربوں ڈالر پھونک کر، لاکھوں افراد کا خونِ ناحق اپنی گردن پر لے کر، اپنے ہزاروں فوجی اس بے ننگ و نام بھٹی میں جھونک کر، امریکی نسلوں کو چالیس کھرب ڈالر کے نئے قرضوں میں جکڑ کر اور زمانے بھر کی رسوائیاں سمیٹ کر، امریکا نے گھنی داڑھیوں، بھاری پگڑیوں اور لمبی عباؤں والے قبیلے کا کیا بگاڑا ہے؟ ملا محمد عمر کی داڑھی کے کچھ بال ضرور سفید ہو گئے ہوں گے، لیکن کیا وہ گیارہ سال پہلے سے کہیں زیادہ سرکشیدہ و سربلند نہیں ہے؟ کیا اس نے منوا نہیں لیا کہ موت سے ذرا نہ ڈرنے والے فاقہ کش ہی سرخرو ہوتے ہیں۔

میرے ذہن کی لوح پر قندھار کے پہلو سے گزرتے دریائے ارغنداب کی وہ سانولی سی شام اتر رہی ہے جب ہم نے ملا عمر کی اقتداء میں مغرب کی نماز پڑھی تھی اور اس مردِ قلندر نے بڑی سادگی سے کہا تھا: ”ہمیں صرف اپنے اللہ پر بھروسہ ہے۔“......☆

اکسیر جگر (کورس)

(پریکٹیشنرز حضرات رابطہ کریں)

یہ کورس خاص طور پر ہیپاٹائٹس ”سی“ کو 3 ماہ میں ”نیگیٹو“ کر دیتا ہے۔

مزید ”جگر“ کے تمام امراض میں مؤثر ترین کورس ہے جو چند روز میں مریض کو تازہ دم کر دیتا ہے

بھرپور اعتماد کے ساتھ استعمال کیجئے!

حکیم حافظ سید محمد احمد (لاہور)

042-38477326
0332-8477326